نماز میں

ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ

تصنیف
مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا



ناشر
الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

نماز میں

ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

فہرستِ مضامین

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری مدظلہ

استاذ و مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (وقف)

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد:

بندہ نے مولانا ندیم احمد صاحب کا مرتَّب کردہ رسالہ ''نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ'' چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا۔ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ ماشاء اللہ زیر بحث مسئلہ کو مدلّل حوالوں کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اور پیدا ہونے والے تمام سوالات کے دلائل کے ساتھ ردّ کیا گیا ہے۔ حدیث کی تخریج اور اس پر حکم بھی نقل کیا ہے، جو موصوف کے وسعت مطالعہ کی غمازی کرتا ہے۔ اللّٰھم زدفزد

ممبئ جیسی مصروف زندگی میں، جہاں دنیا کی چمک دمک انسان کو اپنے دامِ فریب میں لینا چاہتی ہے، ایسے ماحول میں اپنی تمام تر طاقت وتوانائی کو احیاءِ سنت کی خدمت پر لگا دینا، ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مولانا موصوف ایک دردمند دل اور فکری احساس رکھتے ہیں اور امت کو صحیح نہج پر دعوت دینے کے لیے برسرِ پیکار رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ مختلف عنوانات پر مختلف رسالے وجود میں آچکے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

العبد محمود عالم

مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

نزیل حال ممبئ

۷/ ۲/ ۲۰۱۳ء

توثیق

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب فتحپوری مدظلہٗ

مفتیٔ اعظم مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز میں ہاتھ باندھنا۔۔اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ احناف کے یہاں سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے باندھنا چاہیے، شوافع ناف کے اوپر باندھنے کے قائل ہیں، جب کہ امام احمد ابن حنبلؒ سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت منقول ہے، بعض ائمہ کے نزدیک ارسال کی بھی گنجائش ہے۔

ائمۂ اربعہ اور دوسرے فقہاء؛ ان میں سے کسی کا بھی قول سینے پر ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اس سلسلہ کی احادیث اور آثار کو نقل کرنے کے بعد امت کے دو معمول نقل کیے ہیں: ناف کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا۔

ترمذی شریف میں ہے:

ورأى بعضهم أن يضعهما فوق السرة، ورأى بعضهم تحت السرة. (1)

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امام ترمذیؒ کی حد تک امت میں سے کسی کا بھی عمل سینے پر ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے۔ غیر مقلدین---جنھوں نے سینے پر ہاتھ باندھنے

(1) ترمذی: ۲۵۲

کے پرچار کو اپنا شعار بنا رکھا ہے، ان کی طرف سے جو روایت پیش کی جاتی ہے، فقہاء ومحدثین میں سے کسی نے ان کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔ جن کتابوں میں یہ (روایت) درج ہے، ان حضرات نے ان کو پڑھا ضرور، لیکن ان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ مؤمل بن اسماعیل؛ ان روایات کا بنیادی راوی ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کو منکرالحدیث لکھا ہے۔ یہ تو دور حاضر کے غیر مقلدین کا جگر ہے کہ ایسی کمزور بنیادوں پر اپنے مسلک کی عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔

پیش نظر رسالہ ''نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ'' مولانا ندیم احمد انصاری سلمہ الباری کا مرتَّب کردہ ہے۔ موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے اسے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

حررہ العبد عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۶ر شوال ۱۴۳۴ھ

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہٗ

جنرل سکریٹری فقہ اکیڈمی، انڈیا و ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز اہم ترین عبادت ہے، اس کی اہمیت وفضیلت سے کسی (مسلمان) کو انکار نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ سے قربت کا بڑا ذریعہ ہے، اس میں بندہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نماز جب مکمل سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ ادا کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قبولیت کا باعث ہوگی اور اس سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ قربت و خوشنودی حاصل ہوگی، یہی ہر مومن کی تمنا ہوتی ہے اور ہر عبادت کا یہی مقصود بھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو عمل قرآن وحدیث کے مطابق اور اس سے قریب تر ہوگا، وہ عمل زیادہ درست ہوگا؛ اس لئے اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا (ہر) عمل قرآن و حدیث کے مطابق یا اس سے قریب تر ضرور ہو؛ البتہ بعض مرتبہ ایک عمل کے بارے میں کئی حدیثیں وارد ہوتی ہیں اور ہر ایک حدیث میں اس عمل کی ادائیگی کا طریقہ ایک دوسرے سے تھوڑا مختلف ہوتا ہے، ایسی صورت میں ہمیں سمجھنا چاہئے کہ یہ سب طریقے جو معتبر احادیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں ہیں، جس طریقہ کو بھی کوئی اپنائے، وہ صواب پر ہے اور وہ اللہ کے یہاں --- انشاء اللہ --- ماجور ہے۔

زیر نظر کتاب ''نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ'' کے اکثر مقامات کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مؤلف نے ماشاء اللہ اچھی تحقیق کی ہے۔ احادیث کی تحقیق

میں سندوں پر بھی کلام کیا ہے، حدیثوں کے حکم کے بارے میں محدثین کے کلام کو نقل کرنے، حوالہ جات کے ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔

آخر میں حضرت گنگوہیؒ کے نقطۂ نظر کو لکھتے ہوئے مسئلہ میں توسع اختیار کرنے کی دعوت دی ہے، جو مؤلف کے اعتدال وتوازن کا مظہر ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حدیث میں سینہ سے لے کر ناف کے نیچے تک ہاتھ باندھنے کا ذکر آیا ہے اور تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ تمام حدیثیں مقبول ومعتبر ہیں، ہر ایک حدیث سے استدلال اپنی جگہ درست ہے، ائمہ مجتہدین کے درمیان اولیٰ غیر اولیٰ کا اختلاف ہے اور حنفیہ کی رائے بھی حدیث سے ہم آہنگ اور قرین ادب واحترام ہے، پس جو آدمی جس امام کے قول کو بہتر سمجھ رہا ہے، وہ اس پر عمل کرے اور دوسرے کے عمل کی تغلیط نہ کرے، اس سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور نعوذ باللہ اس کا اثر بالواسطہ ناقل حدیث صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے کہ انھوں نے جس عمل سے متعلق حدیث نقل کی ہے، اس میں خیانت کی ہے، ظاہر ہے کہ ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس طرح کا تصور قائم کرنا سراسر گمراہی ہے؛ بلکہ ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلاح کی توفیق دے اور اُمت میں اختلاف وانتشار برپا کرنے سے حفاظت فرمائے؛ بلکہ اتحاد کا علمبردار بنائے۔ آمین۔ واللہ ہو المستعان

۱۷ / ربیع الاول ۱۴۳۴ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۳۰ / جنوری ۲۰۱۳ء — خادم: المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہٗ

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً:

''نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں جائیں''--- یہ اُن فروعی مسائل میں سے ہے، جس کے متعلق قرنِ اوّل سے اختلاف چلا آرہا ہے، نیز اختلاف کی حیثیت بھی اولیت وغیر اولیت سے زیادہ نہیں؛ لیکن ایک گروہ--- بزعم خود عامل بالحدیث--- نے چند فروعی مختلف فیہ مسائل کو حق و باطل کا معیار اور اپنی شناخت وعلامت بنادیا ہے، جن میں مذکورہ بالا مسئلہ بھی ہے۔

اس موضوع پر ہر زمانے میں محدثین وفقہاء اور اہل علم حضرات حسب ضرورت مبسوط ومختصر، عربی اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی آپ کے ہاتھوں میں موجود رسالہ ''نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ'' بھی ہے، جس کو عزیزم مولوی ندیم احمد سلمہ نے ترتیب دیا ہے اور اس سلسلہ کا ضروری مواد اور اہل تحقیق کی آراء قرینے سے یکجا کردی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو بھی بارآور بنائے اور اُن کی سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین

العبد احمد خانپوری عفی عنہ
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

عرضِ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد!

''نماز کے اندر حالتِ قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟'' اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن ان میں سے کوئی ایک، دوسرے کو برا نہیں کہتا۔ پر افسوس! آج کل ایک ایسے طبقہ نے جنم لیا ہے جو اس قسم کے فروعی مسائل کو ہوا دے کر عوام میں غلط تأثر قائم کرنا چاہتا ہے۔ وإلی اللہ المشتکیٰ

راقم الحروف سے اس قسم کے مسائل پوچھے جاتے ہیں تو بندہ عامۃً جواب اس طرح دیتا ہے، جس سے اشتعال پیدا نہ ہو اور تمام فقہاء کرام کا وقار باقی رہے۔ ویسے بھی اس طرح کے فروعی مسائل پر گفتگو کرنا؛ بندہ کا مزاج نہیں، لیکن بعض حضرات نے زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر دلائل جمع کرنے کا حکم فرمایا، تو ان کے پیہم اصرار پر، بنام خدا کام شروع کیا اور اس کریم ذات کے لطف و کرم سے چند دنوں میں ایک علمی، دینی رسالہ وجود میں آ گیا، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رسالہ میں تمام باتیں مدلل ہیں۔ اللہ پاک اسے نافع و مفید بنائے، مؤلف، اس کے والدین محترمین، اعزہ و اقارب، اساتذہ و تلامذہ سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، اس رسالہ کو احقاقِ حق کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

بندہ ندیم احمد انصاری غفرلہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

و مدرسہ نور محمدی، ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق فقہاءِ اربعہ کا اختلاف

نماز میں ہاتھ باندھنے سے متعلق ائمۂ اربعہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل علامہ جزیریؒ نے اس طرح بیان کی ہے:

حنفیہ کہتے ہیں:

كيفية تختلف باختلاف المصلي، فان كان رجلاً فيسن في حقه أن يضع باطن كفه اليمنىٰ على ظاهر كفه اليسرىٰ ملحقاً بالخنصر والإبهام على الرسغ تحت سرته، وان كانت امرأة فيسن لها أن تضع يديها على صدرها من غير تحليق.(1)

(نماز میں) ہاتھ باندھنے کا طریقہ نماز پڑھنے والے کے اعتبار سے جدا جدا ہے۔ اگر وہ مرد ہے تو ناف کے نیچے اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر کلائی پر حلقہ بنا لے، اور اگر (نمازی) عورت ہے، تو اسی طرح سینے پر ہاتھ رکھے، لیکن حلقہ نہ بنائے۔

مالکیہ کہتے ہیں:

---

(1) الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/۱۴۴

وضع اليد اليمنىٰ على اليسرىٰ فوق السرة، وتحت الصدر مندوب لا سنة، بشرط أن يقصد المصلي به التسنن--- يعني اتباع النبی ﷺ في فعله--- فإن فعله قصد ذلک كان مندوباً، أما أن قصد الاعتماد والاتكا فإنه يكره بأی كيفية، وإذا لم يقصد شيئاً بل وضع يديه هٰكذا بدون أن ينوی التسنن فانه لا يكره على الظاهر، بل يكون مندوباً أيضاً هذا في الفرض، أما في صلاة النفل فإنه يندب هذا الوضع بدون تفصيل.(1)

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف سے اوپر اور سینے سے نیچے مستحب ہے، بشرطیکہ نماز پڑھنے والا سنت پر عمل کرے، یعنی اس کی نیت اتباعِ سنت نبوی ﷺ کی ہو، اگر یہ ارادہ نہ ہو تو یہ فعل محض مستحب ہوگا۔ لیکن اگر محض ٹیک یا سہارا مقصود ہو تو خواہ کسی طرح بھی ہاتھ رکھا جائے، مکروہ ہوگا۔ اگر ارادہ کچھ بھی نہ تھا، بلکہ یوں ہی اس طرح ہاتھ رکھ لیا، بغیر اس نیت کے کہ سنت کی اتباع ہو-- بظاہر مکروہ نہیں، بلکہ مستحب فعل ہے۔

یہ مسائل فرض نماز کے متعلق ہیں، نفل نماز میں یہ اعمال بغیر کسی تفصیل کے مستحب ہیں۔

شافعیہ کہتے ہیں:

السنة للرجل والمرأة وضع بطن كف اليد اليمنىٰ على ظهر كف اليسرىٰ تحت صدره، وفوق سرته ممايلي جانبه الأيسر۔ وأما أصابع يده اليمنىٰ فهو مخير بين أن يبسطها في عرض مفصل اليسرىٰ وبين أن ينشرها في جهة ساعدها۔(2)

مرد وعورت دونوں کے لیے سنت طریقہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر بائیں جانب مائل کر کے رکھنا ہے اور

(1) الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/۱۴۴ (2) الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/۱۴۴

دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے متعلق اختیار ہے کہ بائیں پہنچے کے جوڑوں پر بچھا دے یا کلائی کے کناروں پر پھیلا دے۔

حنابلہ کہتے ہیں:

السنة للرجل والمرأة أن يضع باطن يده اليمنىٰ علىٰ ظهر كف اليسرىٰ. ويجعلهما تحت سرته.(1)

مرد اور عورت دونوں کے لیے سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ناف کے نیچے رکھے۔(2)

غیر مقلدین کے یہاں راجح قول

غیر مقلدین فرماتے ہیں کہ اس بابت اگرچہ علماء کا اختلاف ہے، لیکن راجح و برحق یہی ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھے جائیں اور یہ لوگ چند روایتوں کو اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کا حال

غیر مقلدین اپنے دلائل میں کہتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أخبرنا ابو طاهر نا أبو بكر نا أبو موسىٰ نا مؤمل نا سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله ﷺ ووضع

---

(1) الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/ ۱۴۴

(2) انظر للتفصيل: الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/ ۱۴۴، مكمل، المكتبة العصرية، بيروت، المدونة الكبرىٰ: ص ۵۰، مكمل، المجموع: ۱/ ۲۶۹، نصب الرايه: ۱/ ۳۹۲، فقه الاسلامي وادلته: ۲/ ۸۶۴، تبيين الحقائق: ۱/ ۲۷۹، هدايه: ۱/ ۵۱، خزانة الفقه: ۵۶، تاتارخانيه: ۱/ ۳۱۸، مراقي: ۹۴-۹۵، بدائع الصنائع: ۱/ ۴۶۸-۴۶۹

یدہ الیمنیٰ علی یدہ الیسری علی صدرہ. (1)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو اپنا دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا۔

ان حضرات کے نزدیک یہ روایت سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں سب سے قوی سمجھی جاتی ہے، جیسا کہ ان کی کتاب ''فقہ الحدیث'' میں لکھا ہے:

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح روایت حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے، جو کہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے اور اس میں ''علی صدرہ'' کے الفاظ ہیں۔ (2)

صحیح ابن خزیمہ کی حیثیت

جب کہ ابن خزیمہ کی صحیح صرف نام کے اعتبار سے صحیح ہے، اس کی ہر روایت کا صحیح ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں اور شیخ ابو غدہؒ نے الاجوبۃ الفاضلہ (۱۴۵) میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (3)

وائل بن حجرؓ کی روایت کی حقیقت

حضرت وائلؓ کی یہ روایت جس میں ''علی صدرہ'' کے الفاظ ہیں، صرف ابن خزیمہ میں ہے، وہی روایت ابوداؤد: ۱/۱۰۵، باب رفع الیدین، کتاب استفتاح الصلاۃ میں بھی ہے اور نسائی: ۱/۱۴۱، باب موضع الیمین من الشمال في الصلاۃ، کتاب الافتتاح میں بھی ہے، مگر دونوں (ان) میں ''علی صدرہ'' کے

---

(1) صحیح ابن خزیمہ، باب: وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ قبل افتتاح القراءۃ، رقم الحدیث ۴۷۷، نیل الاوطار: ۱۹۳، بیت الافکار الدولیہ، اردن، سبل السلام: ۱۹۳، بیت الدولیہ، الاردن نصب الرایہ: ۱/۳۹۳، مکتبہ دار الایمان، سہارنفور، اعلاء السنن: ۲/۱۸۴، دار الفکر، بیروت

(2) فقہ الحدیث: ۱/۴۰۶، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دھلی

(3) ادلۂ کاملہ: ۵۴، شیخ الھند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند

الفاظ نہیں ہیں۔(1)

وائل بن حجرؓ کی اس روایت کی حیثیت

مذکورہ روایت کے راوی مؤمل بن اسماعیل ہیں، امام بخاریؒ نے انھیں منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم نے کہا ہے:

صدوق شدید فی السنة کثیر الخطأ.

یہ نقل روایت میں بہت غلطی کرتے ہیں، یعنی کثیر الخطاء ہیں۔

امام ابوزرعہ نے بھی کہا ہے:

فی حدیثه خطاء کثیر.

ان کی نقل روایت میں بکثرت غلطی ہوئی ہے۔

قال العثمانی رحمه الله: ومؤمل بن اسماعیل مختلف فیه، وثقه بعضهم. وقال أبو حاتم: صدوق شدید فی السنة کثیر الخطأ۔ وقال البخاری: منکر الحدیث. وقال بعضهم: دفن کتبه فکان یحدث من حفظه فکثر خطأه. وقال یعقوب بن سفیان: مؤمل أبو عبد الرحمن شیخ جلیل سنی سمعت سلیمان بن حرب یحسن الثناء علیه، کان مشیختنا یوصون به أن حدیثه لایشبه حدیث أصحابه، وقد یجب علی أهل العلم أن یمتنعوا عن حدیثه فانه یروی المناکیر عن ثقات شیوخه وهذا أشد، فلو کانت هذه المناکیر عن الضعفاء لکنا نجعل له عذراً۔ وقال الساجی: صدوق کثیر الخطأ وله أوهام یطول ذکرها۔ وقال محمد بن نصر المروزی: المؤمل اذا انفرد بحدیث وجب أن یتوقف ویتثبت فیه، لأنه کان سیئ الحفظ کثیر الغلط اه۔

(1) ایضاح الأدلہ: ۹۷، شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند

كذا فی تهذيب التهذيب مختصراً، فلايقبل تفرد مؤمل من بين الثقات بزيادة "على صدره" والحاصل هذه۔(1)

وفی تقريب التهذيب: مؤمل ابن اسماعيل البصرى، ابو عبد الرحمن، نزيل مكة: صدوق سيئ الحفظ، من سغار التاسعة، مات سنة ست ومئتين.

عن عكرمة بن عمار، وشعبة وسفيان، وعنه أحمد، ومؤمل بن اهاب قال أبو حاتم: صدوق شديد فی السنة كثير الخطأ، وقيل دفن كتبه وحدث حفظاً فغلط.(2)

اسی لیے علامہ ابن حجرؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

كذالک مؤمل ابن اسماعيل فی حديثه عن الثوری ضعف۔(3)

اسی طرح مؤمل بن اسماعیل اپنی حدیث کو ثوریؒ سے نقل کرنے میں ضعیف ہیں۔

شیخ البانیؒ کا اعتراف

حد تو یہ ہے کہ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے بھی اس روایت کی تضعیف کی ہے، البتہ برملا اظہار میں کچھ عار محسوس ہوئی تو ساتھ ہی ایک شوشہ بھی ذکر کر دیا کہ یہ حدیث تو مؤمل بن اسماعیل کے باعث ضعیف ہے، لیکن اس مضمون پر دوسرے طرق بھی شاہد ہیں۔

قال الالبانی: اسناده ضعيف لأن مؤملاً وهو ابن اسماعيل سيئ الحفظ لكن الحديث صحيح جاء من طرق أخرى بمعناه وفی الوضع على

---

(1)اعلاء السنن: ۲/۱۸۴-۱۸۵، دار الفکر، بیروت، وانظر الجوهر النقی: ۲/۳۰، دائرة المعارف الاسلامیة، حیدرآباد

(2)تقریب التهذیب: ۶۲۱، بیت الافکار الدولیة، الاردن، وانظر آثار السنن مع التعلیق الحسن: ۶۴/۱، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3)فتح الباری: ۲۰۶/۹

الصدر أحاديث تشهد له. (1)

علامہ ابن قیمؒ کا دعویٰ

شیخ ناصر الدین البانیؒ کے اس شوشہ کی حقیقت کا اندازہ کرنے کے لیے علامہ ابن قیمؒ کے اس فرمان کو ملاحظہ فرمائیں، وہ دعویٰ کرتے ہیں:

في إعلام الموقعين: ولم يقل "على صدره" غير مؤمل بن اسماعيل. (2)

اس حدیث کو نقل کرنے والوں میں مؤمل بن اسماعیل کے علاوہ کسی نے بھی علی صدرہ کے الفاظ نہیں کہے۔

وقال العثمانيؒ: فثبت أنه متفرد في ذلك كذا في التعليق الحسن. (3)

معلوم ہوا وہ اس مضمون کو ذکر کرنے والے اکیلے ہیں۔

صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والوں کا حال

آپ نے دیکھا "صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والے" غیر مقلدوں کے "سب سے راجح قول" اور اس کی دلیل کا حال! اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے اور حق پر کون ہے؟

یہ روایت مختلف الفاظ سے وارد ہے

وائل بن حجرؓ کی روایت کو بزار نے بھی نقل کیا ہے، لیکن اس میں "علی صدرہ" کے بجائے "عند صدرہ" کے الفاظ ہیں۔

(1) صحیح ابن خزیمہ، باب: وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ قبل افتتاح القراءۃ، الکتاب الاسلامی

(2) ٢/٢٧ ٥٩، دار الحدیث، القاہرہ

(3) اعلاء السنن: ٢/١٨٤، دار الفکر، بیروت، وانظر التعلیق الحسن علی آثار السنن: ١/٦٤، یاسر اینڈ کمپنی، دیوبند

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

اس میں ایک راوی محمد بن حجر ہے، جو کہ بہت سی منکر روایات کا راوی ہے، **له مناکیر.**

الغرض! یہ روایت تین طرح سے منقول ہے، ایک میں تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے، جس کا بیان آگے آرہا ہے، دوسرے میں مؤمل بن اسماعیل اور تیسرے میں محمد بن حجر جیسے راوی ہیں، پھر اس سے کیونکر استدلال ممکن ہے؟(1)

"فصل لربک وانحر" سے استدلال

سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے کہ {**فصل لربک وانحر**} کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس آیت سے سینہ پر ہاتھ باندھنا مراد ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: ضع یدک الیمنیٰ علی الشمال عندالنحر.

اول تو اس روایت کے ضعیف ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ مفسرین ومحدثین نے اس تفسیر پر اعتماد نہیں کیا ہے اور یہ تفسیر اپنے سیاق وسباق سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی فرماتے ہیں:

اس آیت میں {وانحر} کے معنی ''قربانی کرنا'' ہیں۔ بعض لوگوں نے جو اس کے معنی ''نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے'' ائمہ تفسیر کی طرف منسوب کیے ہیں، اس کے متعلق علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ روایت منکر (ناقابلِ اعتبار) ہے۔(2)

---

(1) نمازِ پیمبر: ۱۲۷، فرید بکڈپو، دھلی

(2) معارف القرآن: ۸/۸۳۰، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، نیز دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۵/۱۱۳، روح المعانی: ۱۶/۴۴۳، تفسیر مظھری: ۱۲/۳۵۹، گلدستۂ تفاسیر: ۷/۲۲۳، انوار البیان: ۵/۷۰۱

یہ غلطی {وانحر} کو قربانی کے معنی میں نہ لینے کے باعث پیش آئی ہے، جیسا کہ علامہ راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:

{فصل لربک وانحر} میں خصوصیت سے ان دو ارکان نماز اور قربانی کا ذکر ہے، اس لیے کہ یہ دونوں رکن نہایت ضروری ہیں، اور ہر دین وملت میں یہ واجب رہے ہیں، البتہ بعض نے کہا ہے کہ یہاں وانحر سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے۔

کمافی المعجم:

{فصل لربک وانحر: الکوثر: ۲}، هو حديث على مراعاة هذين الركنين وهما الصلاة ونحر الهدی وأنه لا بد من تعاطيهما، فذلک واجب فی كل دين وفی کل ملة، وقیل أمر بوضع اليد على النحر الخ۔ (1)

علامہ جصاصؒ فرماتے ہیں:

قوله تعالى: {فصل لربک وانحر} قال الحسن: صلاة يوم النحر ونحر البدن۔ وقال عطاء ومجاهد: صل الصبح بجمع وانحر البدن بمنى۔ قال أبوبكر: وهذا التأويل يتضمن معنيين، أحدهما: إيجاب صلاة الأضحى، والثاني: وجوب الأضحية، وقد ذكرناه فيما سلف۔ وروى حماد بن سلمة عن عاصم الجحدری عن أبيه عن على {فصل لربک وانحر} قال: وضع اليد اليمنىٰ على الساعد الأيسر ثم وضعه على صدره۔ وروى أبو الجوزاء عن ابن عباس: {فصل لربک وانحر} قال: وضع اليمين على الشمال عند النحر فی الصلاة۔ وروى عطاء أنه رفع اليدين فی الصلاة۔ وقال الفراء: يقال استقبل القبلة بنحرک.

فان قيل: يبطل التأويل الأول حديث البراء بن عازب قال: خرج علينا رسول الله ﷺ يوم الأضحىٰ إلى البقيع، فبدأ فصلى ركعتين، ثم أقبل علينا

---

(1) معجم مفردات القرآن: ۵۳۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت

بوجهه وقال: إن أول نسكنا في يومنا هذا أن نبدأ بالصلاة ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلک فقد وافق سنتنا، ومن ذبح قبل ذلک فانما هو لحم عجله لأهله ليس من النسک في شيء، فسمى صلاة العيد والنحر سنة، فدل على أنه لم يؤمر بهما في الكتاب۔ قيل له: ليس كما ظننت، لأن ما سنة اللّٰہ وفرضه فجائزه أن نقول هذا سنتنا وهذا فرضنا كما نقول هذا ديننا وإن كان اللّٰہ فرضه علينا، وتأويل من تأوله على حقيقة نحر البدن أولىٰ لأنه حقيقة اللفظ ولأنه لايعقل بإطلاق اللفظ غيره، لأن من قال: ”نحر فلان اليوم“ عقل منه نحر البدن ولم يعقل منه وضع اليمين على اليسار، ويدل على أن المراد الأول اتفاق الجميع على أنه لايضع يده عند النحر. وقد روى عن علي وأبي هريرة وضع اليمين على اليسار أسفل السرة، وقد روى عن النبی ﷺ أنه كان يضع يمينه على شماله في الصلاة من وجوه كثيرة.(1)

اس روایت کی حیثیت

قطعِ نظر مزید تفصیلات کے یہ بھی یاد رکھنے کی چیز ہے کہ سند کے اعتبار سے بھی یہ روایت حد درجہ ضعیف ہے، اس میں ایک راوی روح بن مسیب ہیں؛

ابن حبان نے لکھا ہے:

يروى الموضوعات عن الثقات لايحل الرواية عنه.(2)

یہ موضوع روایتیں نقل کرتے ہیں۔

اس میں ایک راوی ’عمرونکر‘ ہیں، ان کے بارے میں علامہ ابن عدیؒ نے کہا:

عمر النكرى منكر الحديث.(3)

(1) أحكام القرآن: ۳/۹۱۷، دار الفكر، بيروت

(2) ميزان الاعتدال: ۳/۱۹، دار الكتب العلمية، بيروت

(3) الجوهر النقي: ۲/۳۰، دائرة المعارف الاسلامية، حيدر آباد

علامہ ترکمانیؒ فرماتے ہیں:

فی سنده اضطراب.(1)

اس کی سند میں اضطراب ہے۔

اس کی سند میں یحییٰ بن ابی طالب بھی ہیں، جن کی بابت موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں:

أشهد أنه يكذب۔(2)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی تھی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس سے نقل کردہ احادیث کو حذف کردیا۔

و حظ ابو دأو د على حديث يحيىٰ بن أبى طالب.(3)

قبیصہ بن ہلبؒ کی روایت

وہ تیسری روایت جسے غیر مقلدین اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، یہ ہے:

حدثنا يحيىٰ بن سعيد، عن سفيان حدثني سماك، عن قبيصة بن هلب، عن أبيه، قال: رأيت النبیﷺ ينصرف عن يمينه و عن يساره، ور أيته قال: يضع هذه على صدره.

قبیصہ بن ہلبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ دائیں طرف اور بائیں طرف متوجہ ہوجاتے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو اشارہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اس کو اپنے سینے پر رکھے ہوئے ہیں۔

وصف يحيى اليمنىٰ على اليسرى فوق المفصل۔ قال شعيب:

---

(1) الجوهر النقی: ۲/ ۳۰، دائرۃ المعارف الاسلامیة، حیدر آباد

(2) میزان الاعتدال: ۷/ ۱۹۲، برقم: ۹۵۵۵، دار الکتب العلمیة، بیروت

(3) میزان الاعتدال: ۷/ ۱۹۲، دار الکتب العلمیة، بیروت

صحيح لغيره دون قوله: "يضع هذه علی صدره:" وهذا اسناد ضعيف.(1)

حدیث کے راوی ابن سعید نے ھٰذہٖ علی صدرہ کی وضاحت یوں بیان فرمائی ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی کے اوپر رکھتے تھے۔

قارئین! ہلب کی روایت میں **يضع هذه علی صدره** کا لفظ متعین نہیں۔ اس روایت میں **علی صدره** (سینہ پر رکھنے) کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔ اس میں کاتب سے تصحیف (غلطی) ہوئی ہے۔ صحیح **هذه علی هذه** ہے، یعنی ہاتھ کو ہاتھ پر رکھتے ہوئے دیکھا نہ کہ سینہ پر اور لفظ وصف **يحيی اليمنی** کے الفاظ سے واضح ہے کہ یحییٰ نے اپنی طرف سے یمنیٰ کا لفظ بڑھایا ہے، ترمذی وغیرہ میں یہ مضمون اس طرح وارد ہوا ہے:

قبیصہ بن ہلبؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا قتيبة، حدثنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب عن قبيصة بن هلب عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يؤمنا فيأخذ شماله بيمينه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری امامت کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔

قال: وفی الباب عن وائل بن حجر، وغطيف بن الحارث، وابن عباس، وابن مسعود، وسهل بن سعد۔(2)

اس باب میں وائل بن حجرؓ، غطیف بن حارثؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور سہل بن سعدؓ سے بھی روایت ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

حديث هلب حديث حسن۔ والعمل علی هذا عند أهل العلم من

(1) مسند احمد بن حنبل، حدیث: ۲۲۳۱۳، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض

(2) سنن ابن ماجہ، حدیث: ۸۰۶

أصحاب النبی ﷺ والتابعین ومن بعدهم: یرون أن یضع الرجل یمینه علی شماله فی الصلاۃ۔ ورأی بعضهم أن یضعهما فوق السرة، ورأی بعضهم أن یضعهما تحت السرة۔ وکل ذلک واسع عندهم۔ واسم هلب: یزید بن قنافة (الطائی).(1)

ہلب کی مروی حدیث حسن ہے۔ صحابہؓ وتابعینؒ اوران کے بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ناف کے اوپر باندھے اور بعض کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے باندھے اور یہ سب جائز ہے۔ (اختلاف افضلیت کے لحاظ سے ہے اور یہ بھی قابلِ غور ہے کہ امام ترمذیؒ نے اپنے زمانے تک، کسی اہل علم کا سینہ پر ہاتھ باندھنا ذکر نہیں کیا۔)

ہلب کا نام یزید بن قنافہ طائی ہے۔

دارقطنی میں اس روایت کی سند یہ ہے:

حدثنا أبومحمد بن صاعد، نا یعقوب بن إبراهیم الدورقی، ثنا عبدالرحمن بن مهدی، عن سفیان، نا محمد بن مخلد، نا محمد بن إسماعیل الحسانی، نا وکیع، نا سفیان عن سماک، عن قبیصة بن هلب، عن أبیه، قال: رأیت رسول الله ﷺ واضعاً یمینه علی شماله فی الصلاۃ.(2)

مسند احمد بن حنبل میں ایک دوسری سند یہ ہے:

حدثنا شریک عن سماک عن قبیصة عن أبیه قال: یضع إحدی یدیه علی الأخریٰ۔(3)

ان تمام روایتوں میں علی صدرہ کا اضافہ موجود نہیں، جس سے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ ان تمام ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہیں، لہٰذا شاذ ہونے کے باعث یہ روایت

(1) سنن الترمزی، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ، حدیث: ۲۵۲، مکتبۃ الرشد، ریاض

(2) سنن الدارقطنی، حدیث: ۱۰۸۷، مکتبہ دار الایمان، سہارنفور

(3) رقم الحدیث: ۲۲۳۱۶، ۲۲۳۱۵

غیر معتبر ہوگی، اسی لیے علامہ شوق نیمویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ روایت کے اصل الفاظ ہذہ علی ہذہ تھے، جسے کاتب نے غلطی سے ہذہ علی صدرہ لکھ دیا۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو یحییٰ کی تفسیر اس کے مناسب بھی ہے اور تمام روایتوں کے موافق بھی۔

یہی وجہ ہے کہ مجمع الزوائد للهیثمی و جمع الجوامع للسیوطی اور کنز العمال للمتقی میں بھی یہ روایت اس اضافہ کے ساتھ موجود نہیں ہے، حالانکہ ان حضرات نے مسند احمد کی روایات کو بھی جمع کیا ہے۔

قال العثماني علیہ الرحمۃ بالتفصیل:

واحتجوا ایضاً بحدیث قبیصة بن هلب عن أبیه قال: ”رأیت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ینصرف عن یمینه وعن یساره، ورأیته یضع هذه علی صدره، ووصف یحییٰ الیمنیٰ علی الیسریٰ فوق المفصل“ رواه الامام أحمد فی مسنده، کما فی عون المعبود، وفیه أن تفسیر یحییٰ لا ینطبق علی لفظ الحدیث کما سیأتی۔ قال فی التعلیق الحسن: ویقع فی قلبی أن هذا تصحیف من الکتاب والصحیح یضع هذه علی هذه، فیناسبه قوله: ووصف یحییٰ الیمنیٰ علی الیسریٰ فوق المفصل، ویوافقه سائر الروایات، ولعل هذا الوجه لم یخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد، والسیوطی فی جمع الجوامع وعلی المتقی فی کنز العمال، والله أعلم بالصواب، اهـ۔

قلت: یؤید ذلک أن أحمد رواه من طریق سفیان مرة وفیه: رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم واضعاً یمینه علی شماله فی الصلاۃ، اهـ۔ ورواه من طریق شریک مرة ولفظه: رأیت یضع إحدی یدیه علی الأخری، اهـ۔ ورواه عنه کذلک ناثیاً، وروی الدار قطنی من طریق عبدالرحمن بن مهدی ووکیع عن سفیان، عن سماک بن حرب، عن قبیصة هلب عن أبیه قال: رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم واضعاً یمینه علی شماله فی الصلاۃ، اهـ۔ لیس فیه ”علی

صدرہ“ وأخرج الترمزی وابن ماجه (وأحمد) من طریق أبي الأحواص، عن سماک بن حرب، عن قبیصة، عن أبیه قال: کان رسول الله ﷺ یؤ منا فیأخذ شماله بیمینه۔اھ

”التعلیق الحسن“ ولیس فیه: علی صدرہ أیضاً، فهذہ قرینة ترجیح ما قاله العلامة النیموی من احتمال التصحیف فیه، ولعمری أن تفسیر یحییٰ یقتضی أن لفظ الحدیث فی الاصل ”یضع هذه علی هذہ“ کما لایخفی علی من له ذوق باللسان۔(1)

غیر مقلدین کی پیش کردہ روایت میں سماک بن حرب نے تفرد اختیار کیا ہے اور اس کو بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سماک جب تفرد اختیار کرے تو اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی اور دوسری بات یہ کہ اس روایت کی سند میں حضرت سفیان ثوری ہیں، لیکن اگر یہ روایت قابل استدلال ہوتی تو وہ خود بھی اس پر عمل کرتے، جبکہ وہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔(2)

قال النیموی علیہ الرحمۃ: قلت: سماک بن حرب لینه غیر واحد، قال صاحب المشکاۃ فی الاکمال: هو ثقة ساء حفظه وضعفه ابن المبارک وشعبة وغیرهما۔وقال الذهبی فی المیزان: روی ابن المبارک عن سفیان أنه ضعیف، وقال أحمد: مضطرب الحدیث، وقال صالح: جزرة یضعف، وقال النسائی: إذاتفرد باضل لم یکن حجة لإنه کان یلقن فیتلقن، اھ۔وقال الحافظ ابن حجر فی التقریب: صدوق وروایته عن عکرمة خاصة مضطربة، وقد تغیر بآخرہ فکان ربما یلقن اھ۔قلت: هذہ الروایة من طریق سفیان قال المزی فی تهذیب الکمال: ومن سمع قدیماً من سماک مثل

(1) اعلاء السنن: ۲/۱۸۵، دار الفکر، بیروت، وانظر التعلیق الحسن: ۱/۶۷-۶۸، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(2) نمازِ پیمبر: ۱۲۸، فرید بکڈپو، دھلی

شعبة وسفيان فحديثهم عنه مستقيم. (1)

حضرت طاؤس کی مرسل روایت

چوتھی روایت جس کو نام نہاد اہلِ حدیث اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں، حضرت طاؤس کی یہ مرسل روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ يضع يده اليمنىٰ على يده اليسرىٰ، ثم يشبك بهما على صدره، وهو في الصلاة. (2)

رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے، پھر اس کو اسی طرح سینہ پر باندھ لیتے تھے، حال یہ کہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان کے استدلال کے قابل ہی نہیں، کیونکہ یہ مرسل روایت ہے، اور مرسل روایت غیر مقلدین کے یہاں قابلِ حجت نہیں۔ پھر اس کو دلیل میں پیش کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ ان کے ہاں تو صرف صحیح حدیث ہی کی مانگ ہے۔

ان کی کتاب ''فقہ الحدیث'' میں ''مرسل'' کی تعریف میں کہا گیا ہے:

ضعیف حدیث کی وہ قسم، جس میں کوئی تابعی، صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے -- مرسل کہلاتی ہے۔ (3)

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی سلیمان بن موسیٰ الاموی ہیں، جن کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

عنده مناكير. (4)

ان کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔

(1) التعليق الحسن: ۲۸-۲۹، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(2) مراسيل ابی داؤد: ٦، مع سنن ابی داؤد، مکتبہ دار السلام، سہانفور

(3) فقہ الحدیث: ۱/ ۵۰، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دھلی

(4) تقریب التہذیب: ۲۲۵

امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

ليس بالقوی (في الحديث).(1)

وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

نیز علامہ شوق نیمویؒ فرماتے ہیں:

وفي الباب أحاديث أخر، كلها ضعيفة۔(2)

اس باب میں اور بھی روایات ہیں، جو تمام ضعیف ہیں۔

صحیح البخاری کی روایت

جب اس طرح بات نہیں بنی تو یہ حضرات صحیح البخاری کی ایک روایت پیش کرتے ہیں اور اس سے ''استنباط واجتہاد'' کرتے ہیں، چلیے اس کا بھی حال دیکھیے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنیٰ على ذراعه اليسریٰ في الصلاة۔(3)

لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

اب ان حضرات کا ''اجتہاد'' بھی ملاحظہ فرمائیے:

''واضح رہے کہ جب بائیں بازو (یعنی ذراع) پر دایاں ہاتھ رکھا جائے گا تو دونوں ہاتھ خود بخود سینے پر آجائیں گے۔''(4)

یہاں لفظ ''ذراع'' کے معنی کی بھی وضاحت مناسب ہے کہ لغت میں کہنی سے

(1) تقريب التهذيب: ۲۲۵

(2) ص: ۶۸-۶۹، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3) صحيح البخاری، حدیث: ۷۴۰، مكتبة الرشد، رياض

(4) فقه الحدیث: ۱/۴۰۵، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دھلی

لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا حصہ ”ذراع“ کہلاتا ہے۔(1)

اس کے بعد قارئین خود ہی تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر ہونے کی صورت میں ہاتھ سینے سے نیچے جا سکیں گے یا نہیں؟

امام بخاری کا مقصد

اس حدیث سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ تحریمہ کے وقت جو رفع یدین کیا گیا تھا اس کے بعد کیا عمل کرنا چاہیے؟ ارسال یا وضع؟ امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے کہ یہی ثابت ہے اور یہی ادب و تواضع کا طریقہ ہے۔ اس لیے کہ آپ احکم الحاکمین کے حضور عبدیت کا ثبوت دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں، تو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں اپنے بے حقیقت ہونے کا سب سے زیادہ اظہار ہو اور دست بستہ کھڑا ہونا اس اظہار کے لیے سب سے بہتر صورت ہے۔ ائمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں، تفصیل اس کی گذر چکی۔

لیکن یہاں دو مسئلے اور ہیں: ایک یہ کہ ہاتھ باندھنے کے بعد ان کے رکھنے کی جگہ کیا ہے؟ ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر یا سینہ پر؟ دوسرے یہ کہ کیفیتِ وضع کیا ہونی چاہیے اور داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کس طرح رکھنا چاہیے؟

امام بخاریؒ نے ان دونوں مسئلوں کے لیے کوئی باب منعقد نہیں کیا اور نہ کوئی صحیح روایت اس طرح کی پیش کی جس سے ان کا رجحان معلوم ہو سکے اور نہ کوئی اشارہ ہی کیا۔ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے یہاں ان مسائل میں توسع ہے کہ ہاتھ تحت السرہ اور فوق السرہ یا سینہ پر کہیں بھی رکھ سکتے ہیں۔(2)

(1) المنجد: ۳۵۱، مکتبہ زکریا، دیوبند، بیان اللسان: ۲۹۴، مکتبہ زکریا، دیوبند، القاموس الوحید: ۱/۵۶۸، کتب خانہ حسینیہ دیوبند، المصباح اللغات: ۲۶۲، مکتبہ برھان، اردو بازار، جامع مسجد، دھلی

(2) ایضاح البخاری: ۴/۳۴۱-۳۴۲، مکتبۃ مجلس قاسم المعارف، دیوبند، نصر الباری: ۳/۳۹۲، مکتبہ زکریا دیوبند

یہاں پھر سے یہ یاد دلانا مناسب ہوگا کہ امام ترمزیؒ بھی اسی وسعت کے قائل ہیں کما ذکر، لیکن ان کے الفاظ سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہلِ علم تحت السرۃ یا فوق السرۃ کے متعلق اختلاف کرتے ہیں، سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ان میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔

مزید تفصیل آگے آئے گی، انشاء اللہ

حنفیہ کے دلائل

اب احناف کے دلائل تفصیل سے ذکر کرتے ہیں؛ حنفیہ کے یہاں مردوں کے لیے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اور عورتوں کے لیے سینہ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

وائل بن حجرؓ کی روایت

علقمہ بن وائل بن حجرؓ اپنے والد وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں:

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع یمینه علی شماله فی الصلاۃ تحت السرۃ. (1)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔

قاسم بن قطلو بغا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

إن هذا سند جيد.

یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابو الطیب المدنیؒ فرماتے ہیں:

حديث صحيح سنداً و متناً تقوم به الحجة.

(1) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۹۰

یہ حدیث سند اور متن دونوں کے اعتبار سے صحیح ہے۔
شیخ عابد سندھیؒ طوالع الانوار میں فرماتے ہیں:

رجاله ثقات.

اس حدیث کے راوی ثقہ (قابلِ اعتماد) ہیں۔

الغرض ان تمام محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔

قال العثمانی علیہ الرحمۃ: قلت رجاله رجال مسلم، إلا موسیٰ بن عمیر وهو ثقه من رجال النسائی، وعلقمة بن وائل بن حجر الکوفی من رجال مسلم ثقة صدوق۔ (1)

حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں:

وسنده جید، ورواته کلهم ثقات۔ (2)

اس حدیث کی سند عمدہ ہے اور اس کے تمام راوی معتبر ہیں۔

نماز میں زیرِ ناف ہاتھ باندھنا اخلاقِ نبوت میں سے ہے

حضرت انسؓ سے مروی ہے:

ثلاث من اخلاق النبوة، تعجیل الإفطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاة تحت السرة. (3)

---

(1) اعلاء السنن: ۲/۱۸۶-۱۸۷، آثار السنن مع التعلیق الحسن: ۶۹-۷۰، بذل المجهود: ۲/۲۳، تحفة الاحوذی: ۱/۲۱۴

(2) عمدة الرعایة علی شرح الوقایة: ۱/۱۴۴، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3) مصنف ابن ابی شیبه: ۱/۴۲۷، عمدة القاری: ۵/۲۷۹، معارف السنن: ۲/۴۴۴، تحفة الاحوذی: ۲/۷۹

تین چیزیں اخلاقِ نبوت میں سے ہیں: (۱) افطار میں (غروبِ آفتاب کے بعد) جلدی کرنا۔ (۲) سحری میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) تاخیر کرنا۔ (۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حضرت علیؓ کا فرمان

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إن علياً رضی الله عنه قال: السنة وضع الكف على الكف فی الصلاة تحت السرة۔ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: نماز میں ہتھیلی کا ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

أنظر فی إعلاء السنن: قوله: حدثنا محبوب بن محبوب الخ۔ قلت: هذا موقوف فی حكم المرفوع كما فی تدريب الراوی، والثانی: قول الصحابی "أمرنا بكذا" أو "نهينا عن كذا" أو "من السنة كذا" كقول علی: من السنة وضع الكف على الكف فی الصلاة تحت السرة۔ رواه أبو داؤد فی رواية ابن داسة وابن الاعرابی، أو "أمر بلال أن يشفع الأذان" وما أشبهه كله مرفوعاً على الصحيح الذی قال الجمهور، اهـ ملخصاً۔ والحديث مذكور فی مسند أحمد ايضاً۔ وقال السيوطی فی خطبة كنز العمال: وكل ما كان فی مسند أحمد فهو مقبول، فإن الضعيف الذی فيه يقرب من الحسن، كذا فی منتخب كنز العمال، وقال الحافظ ابن حجر فی كتابه "تجريد زوائد مسند البزار": إذا كان الحديث فی مسند أحمد لم يعز إلى غيره من المسانيد، وقال التيمی فی زوائد المسند: مسند أحمد

(1) سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۵۶، جمع الفوائد، حدیث: ۱۰۴۷، دار قطنی، حدیث: ۱۰۸۹

أصح صحيحاً من غيره، اهـ. كذا في تدريب الراوي، فهذا الحديث لاينزل عن درجة الحسن، وأما علة ضعف عبدالرحمن بن اسحاق فقد عرفت ارتفاعها بقول العجلي: أنه جائز الحديث يكتب حديثه، على أنه قد تأيد بشواهد كما قال ابن حزم. (1)

نیز نصب الرایہ میں ہے:

قال الزيلعي: واعلم أن لفظ السنة يدخل في المرفوع عندهم، قال ابن عبدالبر في "التقصي": واعلم أن الصحابي إذا اطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلخ. (2)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، اور حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ صحابی جب لفظِ سنت استعمال فرماتے ہیں تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مراد ہوتی ہے۔

ابوداؤد کی اس روایت کے متعلق حافظ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

قال العلامة: عن أبي جحيفة أن علياً قال السنة الخ: واعلم أن حديث علي هذا لايوجد في بعض نسخ أبي داؤد، ولكنه ثابت في نسخة ابن الأعرابي وغيرها۔ قال الحافظ جمال الدين المزي في "تحفة الاشراف في معرفة الأطراف" أن حديث "من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة" أخرجه أبو داؤد عن محمد بن محمود عن حفص بن غياث بن عبدالرحمن بن اسحاق عن زياد بن زيد عن وهب بن عبدالله أبي جحيفه السوائي، عن علي، لكن هذا الحديث واقع في رواية ابي سعيد الأعرابي وابن داسة وغيره واحد عن أبي داؤد، ولم يذكره أبو القاسم، اهـ. (3)

(1) اعلاء السنن: ۲/ ۲۸۲-۲۸۳

(2) نصب الرایہ: ۱/ ۳۹۳، مکتبہ دار الایمان، سہانفور، عمدۃ القاری: ۵/ ۲۷۹

(3) عون المعبود علی سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاۃ، ص: ۳۵۰، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض

یہ حدیث ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے، لیکن ابن الاعرابی وغیرہ کے نسخوں میں ثابت ہے۔ حافظ جمال الدین بن مزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ روایت بالسند ابوداؤد سے ابن الاعرابی اور ابن داسہ کی روایت میں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال أبو هريرة رضی اللہ عنه: أخذ الكف على الكف في الصلاة تحت السرة. (1)

نماز میں ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے باندھنا (سنت) ہے۔

اس روایت سے مرفوعاً ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت ہوجاتا ہے، گوکہ روایت کی سند میں کمی ہے، لیکن دوسرے طرق اس پر شاہد ہیں اور علامہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: **أنه كان إذا حدث عن أبي هريرة رضی اللہ عنه عن النبي صلی اللہ علیه وآله وسلم كل حديث أبي هريرة عن النبي صلی اللہ علیه وآله وسلم** اھ(2)

حضرت ابوہریرہؓ کی تمام احادیث نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً ثابت ہیں۔

حضرت امام نخعیؒ کا اثر

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة. (3)

---

(1) رواہ ابوداؤد، حدیث: ۷۵۸

(2) شرح معانی الآثار: ۲۱/۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، و ۱۱/۱، مکتبہ دار السلام، سہارنفور، اعلاء السنن: ۱۸۳/۲، دار الفکر، بیروت

(3) مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۹۱/۱، آثار السنن: ۷۱/۱، و قال النیموی: اسنادہ حسن، اعلاء السنن: ۱۸۱/۲

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس روایت کی سند بھی حسن ہے اور یہ ایک بڑے تابعی کا قول ہے، اس لیے ہمارے نزدیک حجت ہے، جبکہ اس کی تائید دیگر احادیث سے بھی ہو رہی ہے۔

قال العثمانی: قول التابعی، وان لم یکن حجة عند الجمهور، ولکنه حجة عندنا معشر الحنفیة علی الأصح، إذا کان تابعیاً کبیراً ظهرت فتواه فی زمن الصحابة۔ (1)

ایک اور قابلِ اعتماد روایت

حضرت حجاج بن حسانؒ فرماتے ہیں:

سمعت أبا مجلز أو سألته قال، قلت: کیف یضع؟ قال: یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله، ویجعلهما أسفل من السرة. (2)

میں نے حضرت ابومجلز سے سنا یا ان سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے ہاتھ) کیسے رکھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف کے نیچے باندھ لیتے تھے۔

اس کی سند عمدہ اور تمام راوی قابلِ اعتماد ہیں۔

کذا فی فقه الحنفی و أدلته: اسناده جید، ورواته کلهم ثقات. (3)

وفی إعلاء السنن: قال العلامة ابن الترکمانی: ومذهب أبی مجلز الوضع أسفل السرة، حکاه عنه أبو عمر فی التمهید، وجاء ذلک عنه بسند

(1) اعلاء السنن: ۲/ ۱۸۱

(2) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۹۱، باب وضع الیمین علی الشمال، اعلاء السنن: ۲/ ۱۸۱

(3) ۱/ ۱۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

جید، اھ۔ ثم ساق هذا الإسناد و علقه أبو داؤد، فقال: قال أبو مجلز: "تحت السرة" اھ۔ (1)

ہم نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے اس لیے باندھتے ہیں!

حنفیہ کے دلائل اور اس سے قبل مخالفین کے دلائل اور ان دونوں کا حال پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ہم حنفی، نماز میں ہاتھ، ناف کے نیچے کیوں باندھتے ہیں؟

علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ اس کی اپنے الفاظ میں اس وضاحت فرماتے ہیں:

(قال: ويجعلهما تحت سرته): اختلف الرواية في موضع وضعهما، فروى عن احمد، أنه يضعهما تحت سرته۔ روى ذلك عن علي، وابن هريرة، وأبي مجلز، والنخعي، والثوري، واسحاق، لما روى عن علي رضي الله عنه، قال: من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة۔ رواه الإمام احمد وأبو داؤد۔ وهذا ينصرف إلى سنة النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولأنه قول من ذكرنا من الصحابة۔ (2)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مجلز علیہ الرحمہ، ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ، سفیان ثوری علیہ الرحمہ، اور اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ سے مروی ہے، چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت میں سے ہے۔" جیسا کہ امام احمد ابن حنبل اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اس سے مراد حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

---

(1) ۲/ ۱۸۱، دار الفکر، بیروت

(2) المغنی: ۱/ ۱۹۶، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض

ابوحنیفۂ عصر کا فیصلہ

یہ وہ دلائل ہیں جن سے استدلال کر کے ہم ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت ومستحب گردانتے ہیں، لیکن محض اس کے خلاف کرنے پر کسی کو ملامت نہیں کرتے، جیسا کہ قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہے:

”فوقِ ناف و زیرِ ناف دونوں طرح ہاتھ باندھنا، اگر از روئے دیانت ہو تو جائز ہے، اور اگر ہوائے نفسانی (کی وجہ) سے (ایسا) کرے گا، تو ناجائز ہے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مستحب ہے اور اس مسئلہ میں خلاف امام شافعیؒ صاحب کا ہے، وہ ناف کے اوپر (ہاتھ باندھنا) مستحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ناف کے اوپر ہاتھ باندھ لیے تو اتنی حرکت سے (کوئی) غیر مقلد نہیں ہوتا (اور نہ ہی ہمیں اس سے کوئی شکوہ ہے، ہمیں تو شکایت ان حضرات سے، جو مذکورہ بالا دلائل کے باوجود ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت کہتے ہیں)۔ (1)

مسئلہ میں توسع ہے

معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں وسعت ہے، جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ کا ارشاد گرامی ہے:

والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ، والتابعين، ومن بعدهم يرون أن يضع الرجل يمينه على شماله في الصلاة، ورأى بعضهم أن يضعها فوق السرة، ورأى بعضهم أن يضعها تحت السرة، وكل ذالك واسع عندهم۔

---

(1) فتاویٰ رشیدیہ: ۳۰۸-۳۰۹، ایم ایس پبلیشرز، دیوبند و تالیفاتِ رشیدیہ: ۲۶۳، مکتبۃ الحق، ممبئی

(2) ترمذی: ۱/۵۹، مکتبہ دار السلام، سہارنفور

حضرات صحابہؓ، تابعینؒ اور بعد کے اہلِ علم کا خیال ہے کہ نماز کی حالت میں آدمی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔ اب بعض حضرات کا خیال ہے کہ ناف کے اوپر رکھے اور بعض کی رائے ہے کہ ناف سے نیچے رکھے۔

الغرض! ان حضرات کے نزدیک اس مسئلہ میں کشادگی اور وسعت کا پہلو ہے۔

عورتوں کے متعلق حکم

نماز میں حالتِ قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس سلسلہ میں مرد کے حق میں تو اختلاف ہے، مگر عورتوں کے حق میں سب متفق ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھے جائیں۔

أما في حق النساء فاتفقوا على أن السنة لهن وضع اليدين على الصدر. (1)

علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں:

المرأة: فإنها تضع على صدرها، لأنه استر لها، فيكون في حقها أولىٰ. (2)

عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے گی، کیوں کہ اس میں پردہ زیادہ ہے، لہٰذا اس کے حق میں یہی بہتر ہے۔

حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے:

عن ابن جريح عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال.

میں نے حضرت عطاءؒ سے دریافت کیا:

قلت: لعطاء علیہ الرحمۃ تشير المرأة بيدها بالتكبير كالرجل؟

کیا عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں سے مردوں کی طرح اشارہ کرے گی؟

انھوں نے فرمایا:

لا ترفع بذلک يديها كالرجل، وأشار فخفض يديه جداً وجمعهما

(1) السعایہ: ۱۵۶/۲

(2) البحر الرائق: ۵۲۹/۱، دار الکتاب، دیوبند، وانظر اعلاء السنن: ۱۸۸/۲

جداً، وقال إن للمرأة هيئة ليست للرجال وإن تركت ذلک فلا حرج.(1)
نہیں، مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی، پھر خود کر کے بتلایا اور اپنے ہاتھوں کو خوب پست کیا اور بہت جمع کر کے رکھا اور فرمایا: عورت کی ہیئت مرد کی طرح نہیں ہوتی۔ الخ

اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت ہاتھوں کو جمع کر کے رکھے گی اور جمع کرنا سینے پر ہاتھ رکھنے میں ہے، نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں۔

جریجؒ کے واسطے سے حضرت عطاءؒ سے روایت ہے:

تجمع المرأة يديها في قيامها ما استطعت.(2)

عورت، حالتِ قیام میں جہاں تک ممکن ہو، ہاتھوں کو جمع رکھے۔

خاتمہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس خالص دینی وعلمی کاوش کو قبول فرمائے، اسے امت کی اصلاح واتحاد کا باعث بنائے، ہمارے لیے دنیا وآخرت میں سرخ روئی کا ذریعہ فرمائے، اور مؤلف، مؤلف کے والدین، اعزہ واقارب، اساتذہ ومشائخ نیز تمام محبین ومعاونین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالیمن بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

اللّٰھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا و مدرسہ نورِ محمدی، ممبئی

۷ ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ

(1) المصنف لابن ابی شیبہ: ۲۴۸۹، دار القبلہ، والمصنف لعبدالرزاق: ۵۰۶۶، المکتبۃ الاسلامی، بیروت

(2) المصنف لعبدالرزاق: ۵۰۶۷، المکتبہ الاسلامی، بیروت

مصادر ومراجع

۱)القرآن الکریم

۲)صحیح البخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ

۳)سنن ابی داؤد از امام ابو داؤد سلیمان اشعث علیہ الرحمۃ

۴)دار قطنی از امام علی بن عمر دار قطنی علیہ الرحمۃ

۵)جمع الفوائد از علامہ محمد بن سلیمان رودانی علیہ الرحمۃ

۶)الفقہ علی مذاہب الاربعہ از علامہ عبد الرحمن الجزیری علیہ الرحمۃ

۷)المدونۃ الکبریٰ از امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ

۸)گلدستۂ تفاسیر از مولانا عبد القیوم مہاجر مدنی

۹)نصب الرایہ از علامہ جمال الدین زیلعی علیہ الرحمۃ

۱۰)فقہ الاسلامی وادلتہ از الدکتور وہبۃ الزحیلی مدظلہ

۱۱)تبیین الحقائق از علامہ عثمان بن علی زیلعی علیہ الرحمۃ

۱۲)ھدایہ از علامہ برھان الدین مرغینانی علیہ الرحمۃ

۱۳)خزانۃ الفقہ از علامہ سمرقندی علیہ الرحمۃ

۱۴)تاتارخانیہ از علامہ فرید الدین دھلوی علیہ الرحمۃ

۱۵)مراقی الفلاح از علامہ حسن بن علی شرنبلانی علیہ الرحمۃ

۱۶)بدائع الصنائع از علامہ علاؤ الدین کاسانی علیہ الرحمۃ

۱۷)نیل الاوطار از علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی علیہ الرحمۃ

۱۸)سبل السلام از علامہ محمد اسماعیل امیر صنعانی علیہ الرحمۃ

۱۹)اعلاء السنن از مولانا ظفر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ

۲۰)صحیح ابن خزیمہ از امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ علیہ الرحمۃ

۲۱)فقہ الحدیث از حافظ عمران ایوب لاہوری

۲۲)ادلۂ کاملہ از مولانا محمود الحسن دیوبندی علیہ الرحمۃ

۲۳)ایضاح الادلہ از مولانا محمود الحسن دیوبندی علیہ الرحمۃ

۲۴)تقریب التہذیب از شیخ محمد بن ابراہیم شقرۃ

۲۵)آثار السنن از علامہ محمد ظہیر احسن شوق نیموی علیہ الرحمۃ

۲۶)التعلیق الحسن از علامہ شوق نیموی علیہ الرحمۃ

۲۷)المغنی از علامہ ابن قدامہ مقدسی علیہ الرحمۃ

۲۸)فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ

۲۹)تالیفاتِ رشیدیہ از مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ

۳۰)فتح الباری از حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

۳۱)اعلام الموقعین از علامہ ابن قیم علیہ الرحمۃ

۳۲)معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانی علیہ الرحمۃ

۳۳)تفسیر ابن کثیر از علامہ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

۳۴)روح المعانی از علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ

۳۵)تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ

۳۶)المجموع شرح المہذب از امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ

۳۷)انوار البیان از مفتی عاشق الٰہی بلند شہری علیہ الرحمۃ

۳۸)احکام القرآن از علامہ ابو بکر جصاص علیہ الرحمۃ

۳۹)معجم مفردات القرآن از علامہ راغب اصفہانیؒ

۴۰)مسند احمد ابن حنبل از امام احمد ابن حنبلؒ

۴۱)سنن ابن ماجہ از امام محمد بن یزید قزوینیؒ

۴۲)سنن ترمزی از امام ابو عیسیٰ ترمزیؒ

۴۳)مراسیل ابی داؤد از امام ابو داؤد سلیمان اشعثؒ

۴۴)المنجد مع ضمیمہ جدیدہ از مولانا محمد اسلام قاسمی مدظلہ

۴۵)القاموس الوحید از مولانا وحید الزمان کیرانویؒ

۴۶)مصباح اللغات از مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ

۴۷)ایضاح البخاری از مولانا سید فخر الدین احمدؒ

۴۸)نصر الباری از مولانا محمد عثمان غنیؒ

۴۹)مصنف ابن ابی شیبہ از امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ

۵۰)بذل المجہود از مولانا خلیل احمد سہارنفوریؒ

۵۱)تحفۃ الاحوذی از مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ

۵۲)عمدۃ الرعایہ از مولانا عبد الحی لکھنویؒ

۵۳)عون المعبود از مولانا شمس الحق افغانیؒ

۵۴)شرح معانی الآثار از امام ابو جعفر طحاویؒ

۵۵)السعایہ از مولانا عبد الحی لکھنویؒ

۵۶)البحر الرائق از علامہ ابن نجیم مصریؒ

۵۷)مصنف عبد الرزاق از امام عبد الرزاقؒ

۵۸)شیخ اسعد صاغرجی